سوال

(14)کیا غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی کرنا جائز ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے محققین اس مسئلہ میں کہ تعظیمی سجدہ پیرومرشد کو جائز ہے کہ نہیں قائلین با لجواز کے یہ دلائل ہیں (۱) آدمؑ کو فرشتوں کا سجدہ کرنا۔ (۲) یوسف علیہ السلام کو والدین اوراس کے بھائیوں کا سجدہ کرنا (۳) موسیٰ علیہ السلام کو جادوگروں کا سجدہ کرنا۔ (۴) کتاب الرویا مشکوۃ شریف فصل ثانی میں حدیث ابن خریمہ بن ثابت اپنے چچا ابوخزیمہ سے روایت کرتا ہے کہ مجھے خواب آیا کہ آپ کی پشانی پ سجدہ کیا صبح آپ کو خواب عرض کیا۔ حکم ہوا کہ صدق رویاک اپنا خواب سچا کرے۔ آپ لیٹ گئے پشانی پر سجدہ کیا گیا۔ آپ مفصل جواب بدلائل صیحہ باحوالہ کتب جلدی عنایت فرمائیے۔ ثواب عنداللہ حاصل فرمائیے۔ سائل (مولانا) محمد یوسف صاحب مقام سلینہ ضلع فیروزپور پنجاب۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صورت مرقومہ بالامیں واضع ولائح ہوکہ سجدہ تعبدی ہویا تعظیم بجز باری تعالی کے کسی نبی ولی پیر مرشد وغیرہ کے لئے جائز نہیں بلکہ شریعت محمدیہ میں قطعا حرام وناجائزہ وبادرست ہے۔ قائلین با لجوز کا استدلال دلائل مذکورہ سے کبیت العنکبوت ہے۔ قرآن مجید مین ارشاد خداوندی ہے فَاسْجُدُوا لِلَّهِ نیز فرمایا لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ آیات مذکورہ بالامیں لام تملیک ع تخصیص ہے جس سے صاف عیاں ہے کہ سجدہ خاصہ خداوندی ہے اور خاصہ حقیقتیہ اس کوکہتے ہیں جس کا وجدان دوسری چیز میں مفقودو معدوم ہو خاصتہ الشی مایوجدفیہ ولایوجدفی غیرہ ملاہو حاشیہ کافیہ۔ نیز شرح جائ ص ۱۸ میں خاصہ کی تعریف بایں الفاظ مسطورہے خاصتہ الشی مایختص بہ ولایوخذفی غیرہ علم معانی میں بھی یہ چیز مشہور ومعروف ہے۔ لمبغاء عرب وارباب ادب کے نزدیک بھی یہ امر مسلم ہے کہ کسی چیز میں خاصہ کا ہونا اس کے وجودکی نفی فی الغیر کو مستلزم ہے۔ اور کلام عرب میں لاتملیک ولام تخصیص بھی اسی کا منقضی ہے چنانچہ حاشیہ شرح جائ میں مرقوم ہے خاصتہ الشی اہ نسرالاختصاس بنضی الوجودفی غیرہ علی ان النفی داجع الی القیدکما ہوالا عرف عندارباب الادب والاعرف فی استعمال بلغآء العرب فیکون ومالہ انہ یوجدفیہ ولایوجدفی غیرہ الخ۔ جب سجدہ کا خاصہ خداوندی ہونا قرآن مجید سے بالوضاحت وبالبداہت ثابت ہے اور قرآن مجید کا کتب سماویہ متقدمہ کے لئے ناسخ ہونا مسلم فریقین ہے۔ توواقعات سابقہ ومنسوخہ سے ستدلال کرکے قرآن مجید کے ایک محکم واٹل فیصلہ کو توڑنا اور منسوخ سے اس کے ناسخ کا مقابلہ کرنا یقینی طورپراپنی تجہیل وتذلیل کرانا ہے۔

(۱) آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ کرنا اور اولاد آدم میں بہن بھائی کا نکاح ہوجانا خدائ حکم تھا جس کو بذریعہ شریعت محمدیہ خدا نے منسوخ کردیا قال تعالی حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ الاٰیة یعنی اسے مسلمانو! تم پر تمھاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں حرام ہیں (پ۴سورة نساء)

سجدہ تعظیمی کے قائلین با لجواز کیا واقعہ آدم علیہ السلام سے بھائ بہن کا آپس میں نکاح کرنا بھی جائز قرار دیں گے؟ واذلیس فلیس۔ فرشتوں کو خداوند تعالی نے حکما فرمایا تھا کہ آدمؑ کے

لئے سجدہ تکریمی و تشریفی بجالاو چنانچہ ارشاد ہوتا ہے ۔ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ الایتہ نیز فرمایا فقعوالہ ساجدین

نیز فرمایا مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ حدیث میں ہے واسجد لک ملائکتہ وغیر ذلک من الایات والاحادیث بس یہ امر الٰہی کی تعمیل تھی جس کو خاص وقتی حکم وقتی تعمیل کہنا چاہئے اس کے بعد خداوند قدوس نے فرشتوں کے متعلق خبر دی ہے کہ وہ سب کے سب ایک ذات واحد کے لئے سجدہ بجالاتے ہیں کسی دوسری ہستی کے لئے جائز نہیں سمجھتے چنانچہ سورۃ اعراف پ۹ میں ارشاد باری ہے إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ

آیت ہذا کے آخری جملہ میں جار مجرور کو فعل پر مقدمہ کیا ہے حالانکہ حق اُس کا آخیر کا تھا جس میں قرآنی نصاحت و بلاغت کے علاوہ صرف ذات واحد ہی کے لئے سجدہ کی خصوصیت کا پورا ثبوت ہے ۔ عربیت کا قاعدہ مسلمہ ہے تقدیم ماحقہ التاخیر یضید الحصر والقصر ۔ ملائکہ نے اطاعت خداوندی کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے امتثالا لامر اللہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا ۔ خدا کا حکم ماننا شرک نہیں بلکہ عین عبادت ہے اسی طرح اب ہم کو حکم ہے کہ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ

۔ یعنی صرف ذات واحد ہی کے لئے سجدہ بجالاو عام اس کے کہ وہ حقیقی ہو یا مجازی ، تعبدی ہو یا تعظیمی ، تشریفی ہو یا تکریمی ۔ پس ہمیں بھی چاہئیے کہ خدائی احکام کو بجالاتے ہوئے اسی ذات واحد کے لئے سر بسجود رہیں تعظیمی و تکریمی کا حیلہ بہانہ بنا کر کے غیر اللہ کے سامنے سر نگوں ہونا پشانی رکھنا یقینا شرک حرام ہے کیونکہ سجدہ تعبدی تو آدم علیہ السلام سے لیکر تا این دم ہر شریعت وملت میں حرام رہا بدلیل قولہ تعالی وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ

نیز فرمایا کہ وَاسْأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَٰنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ

نیز فرمایا وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ

۔ تحت آیت اول تفسیر ابن کثیر جلد ٦ ص ٢٨٥ میں مرقوم ہے نکل نبی بعثہ اللہ یدعوالی عبادتہ اللہ وحدہ لاشریک لہ والفطرت شاہدت بذلک یعنی ہر نبی مبعوث من جانب اللہ ایک خدا کی عبادت کرانے کے لئے آیا انسانی فطرت بھی اسی کی منتقضی و شاہد ہے ۔ وبدلیل قولہ تعالی الانبیآء اخوت من علات وامہا تہم شتی ودینہم واحد (متفق علیہ)

صرف سجدہ تکریمی جو بطور تحیت وسلام کے تھا ملل سابقہ وامم سابقہ میں جائز تھا جس کو قرآن نے آکر بالکل منسوخ کردیا ۔ لعات شرح مشکوۃ میں تحت حدیث ہذا مرقوم ہے یعنی ان الشرآئع وان کانت متعددۃ مختلفۃ لکن اصل دینہم وہوالتوحید والطاعۃ واحد ۔ یعنی انبیاء سابقین کی شریعتیں گو مختلف و متعدد تھیں مگر عبادت الٰہی توحید وطاعت میں سب متفق تھے ۔ حدیث ہذا سے صاف واضع ہے کہ غیر اللہ کے لئے عبادۃ سجدہ کرنا کسی شریعت میں جائز نہ تھا ۔ تکریما وادبا سجدہ سلامی بعض بعض شریعتوں میں جائز تھا ۔ شریعت محمدیہ نے آکر اُسے بھی منسوخ کردیا جس سے شائبہ شرک کے جواز کی بھی گنجائش نہ رہی اور پورے طریق سے قائلین بالجواز کی بیخ کنی ہوگئی فالحمد ۔

دفع دخل مقدر ۔ رہا یہ اعتراض کہ خدا نے فرشتوں سے آدم علیہ السلام کو کیوں سجدہ کروایا فرشتوں نے خدا کا حق آدم کو کیوں دیا یہ بالکل لغو اور باطل ہے کیونکہ وہ فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ ہے يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ اس کی صفت ہے لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ اس کی شان ہے يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ اس کی پہچان ہے اُس سے کوئی باز پرس کرنے والا نہیں کہ خدایا تو نے یہ کیوں کیا ! وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اُس کے آگے کسی کو دم زدن کی مجال نہیں ۔ عرب کے شاعر نے کیا یہ خوب کہا ہے

ولہ فی کل شی خلقہ وکذلک اللہ ماشآء فعل

اگر کوئی کسی کا حق کسی کو بلا اجازت دے بیشک صریح ظلم و بے انصافی ہے مگر حق دار کا اپنی رضا مندی سے کسی کو کچھ دینا بھی کیا بے انصافی و ظلم سے تعبیر کیا جائے گا ! ولا یقول بدلک احد الامن سفہ نفسہ ۔ مالک اپنی ملکیت میں سے جس نوکر کو جو چاہے دے سکتا ہے مگر ایک نوکر دوسرے نوکر کو اپنے آقا و مالک کی مملوکہ اشیاء میں سے کچھ نہیں دے سکتا چنانچہ آیت مذکورہ بالا کے تحت تفسیر فتح البیان جلد ٥ ص ١٨٣ میں مرقوم ہے وفیہ دلیل علی ان الماموربہ ہو السجود الحقیقی (2) ای وضع الجبلۃ علی الارض لا مجرد الانحناء کما قال السیوطی وہذا السجود ہو سجود تحیۃ وتکریم لا سجود عبادۃ وللہ ان یکرم من یشآء من مخلوقاتہ کیف یشآء بما یشآء یعنی آیت فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ

میں دلیل ہے اس امر پر کہ مامور سجدہ حقیقی یعنی زمیں پر ماتھا ٹیکنا تھا۔ اس میں لبعض الناس کی تاویلات رکیکہ واقوبل باطلہ کو آدم علیہ السلام قبلہ روتھے حقیقت میں سجدہ اللہ تعالی کو تھا یا مراداس سے مطلق انحنا (جھکنا) حقیقی سجدہ نہیں بالکل غلط اور مخالف قرآن مجید وتصریحات مفسرین و محدثین ہے صیح بات یہ ہے کہ یہ سجدہ حقیقی و تکریمی تھا تعبدی نہیں تھا اور اللہ تعالی کواختیار ہے کہ اپنی مخلوق میں سے جس کا سچاہے جس طرح چاہے جس چیز کے ساتھ چاہے اکرام کرلے کرائے کیونکہ وہ رب العباداور مالک الاعناق ہے۔ ملل سابقہ میں سجدہ دو معنی کےلئے مستعل تھا (۱) تعبدی (۲) تکریمی وتوقیری شریعت محمدیہ میں صرف اول یعنی عبادت الہی کےلئے اس کا استعمال مخصوص کردیا گیا مقصد دوم کےلئے اس کا استعمال قطعا ممنوع و داخل شرک قرار دیا گیا چنانچہ مسند احمد میں بروایت عائشہ صدیقہؓ سے منقول ہے کہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی نفر من المہاجرین والانصار فجاء بعیر فسجدلہ فقال اصحابہ یارسول اللہ تسجدلک البہالم والشجر فنحن احق ان نسجدلک فقال اعبدوار بکم واکرمواخاکم ولوکنت امر احداان یسجدلاحدلامرت المراۃان تسجد لزدجہاالحدیث کذانی المشکوۃ فی باب عشرۃ النسآء یعنی ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نبی علیہ السلام انصار و مہاجرین کی جماعت میں تشریف فرماتھے کہ اچانک ایک اونٹ نے آکر آپ کو سجدہ کیا۔ اس پر صحابہ کرام بولے یارسول اللہ جب کہ بہائم و اشجار آپؐ کا احترام واکرام بذریعہ سجدہ بجالاتے ہیں توہم زیادہ مستحق ہیں کہ ادبا واحترام آپؐ کو سجدہ کیا کریں۔ آپؐ نے فرمایا ہماری شریعت میں سجدہ کرنا عبادت ہے۔ لہذاپنے رب کی عبادت کرو۔ اورچونکہ میں بلحاظ بشریت تمہارابھائی ہوں لہذاپنے بھائی کا احترام کرو یعنی اپنے دل میں میری محبت و عزت رکھوظاہرا و اباطنا میرے مطیع وفرمانبردار ہوکررہو۔ اگر شریعت محمدیہ میں کسی کےلئے تعظیمی و تکریمی سجدہ جائزہوتا تواپنی امت کی عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوندوں کوادبا واحتراما سجدہ کیا کریں۔ حدیث ہذا کے تحت مرقات شرح مشکوۃ مطبوعہ مصر کی جلد ۳ ص ۴۸۰ میں ملا علی قاری حنفی نے لکھا ہے فقال اعبدوار بکم ای بتخصص السجدۃ فانہ غایۃ العبودیۃ ونہایۃ العبادۃ واکرمواخاکم ای عظموۃ تعظیما یلیق لہ بالمحبۃ القلبیۃ والاکرام المشتمل علی الطاعۃ الظاہریۃ والباطنیۃ۔ اسی طرح سنن ابی داود میں قلیس بن دسعدؓ سے مروی ہے قال اتیت الحیرۃ فوایتہم یسجدون لموذبان لہم فقلت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق ان یسجدلہ فاقیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت انی اتیت الحیرۃ فرایتہم یسجدون لمرذبان لہم فانت احق یسجدلک فقال لی ارایت لومردت بقبری اکنت تسجدلہ فقلت لافقال لاتفعلوالوکنت امر احداان یسجداحدالامرت النسآء ان یسجدن لازواجہن بما جعل اللہ لہم علیہن من حق رواہ ابوداودورواہ احمد عن معاذابن جبل یعنی قیس بن دسعدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ملک حیرہ میں جاکر دیکھا کہ وہاں کے لوگ اپنے چودھریوں و نمبرداروں کا ادب واحترام بذریعہ سجدہ بجالاتے ہیں۔ پس میں نے رسول اللہ ﷺ سے آکر کہا کہ آپؐ زیادہ مستحق ہیں کہ آپؐ کوادب واحترام کے طور پر سجدہ کیا جائے آپؐ نے فرمایا کہ میرے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد اگر میری قبر پر تیرا گزر ہو توکیا تو سجدہ کریگا؟ میں نے کہا نہیں۔ توآپؐ نے فرمایا کہ اب میری زندگی میں بھی میرا ادب واحترام بجالانے کےلئے سجدہ مت کرو اگر ہماری شریعت میں اس قسم کا سجدہ جائزہوتا تومیں عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں کیونکہ اللہ نے ان کے ذمہ خاوندوں کا بڑاحق رکھا ہے۔ حدیث ہذا کے تحت مشکوۃ کی شرح مرقات ولعات میں تحریر ہے کہ قولہ لاتفعلوای الحیوۃ کذلک لا تسجدوا ہنال الطیتبتی ای سجد للحی الذی لایموت ولمن ملکہ لایزول۔ یعنی میرے مرنے کے بعد جیسے میری قبر پر سجدہ جائز نہیں ایسے ہی میری زندگی میں بھی مجھ کو سجدہ مت کرو۔ علامہ طیبی نے کہا ہے کہ حدیث ہذا کا مقصد یہ ہے کہ سجدہ صرف اسی حی القیوم کےلئے سزاوار ہے جس کو کبھی موت نہیں اور جس کے ملک کو کبھی زوال نہیں۔

خلاصۃ المرام۔ یہ کہ جب نبی علیہ السلام نے اپنی ذات مبارک کےلئے اپنی امت کو سجدہ تعظیمی و تکریمی سے منع کردیا توپھر وہ کون سا پیر زفقیر، ولی، بزرگ، امام، مرشد، مزار، خانقاہ، تھان، نشان، تعزیہ وغیرہ ہے جس کےلئے یہ سجدہ جائزہوسکے۔ کیا قائلین بالجواز آجکل کے پیروں فقیروں کو نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے بڑھ کر سمجھتے ہیں اذالیس فلی س۔

قائلین بالجواز کی دوسری دلیل اوراسکا جواب۔

یہاں توقائلین بالجواز کی پہلی دلیل کا مدلل جواب تھا۔ دوسری دلیل ان کی جانب سے یہ پش کی جاتی ہے کہ یوسف علیہ السلام کوان کے والدین اور بھائیوں نے سجدہ کیا تھا۔ لہذا اب بھی جائزہوا۔ سوواضع بادکہ واقع ہذا سے بھی مستدلین کا استدلال تار عنکبوت سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اس کا اجمالی جواب تو دلیل اول کے جواب کا بیان کیا جاتا ہے۔ سنئے! جب یوسف علیہ السلام نے اپنے صغرسنی میں ہی دس بارہ برس کی عمر میں جمعہ کی رات شب قدر میں خواب دیکھا کہ آسمان سے سورج چاند اور گیارہ ستارے آئے اور میرے آگے سجدہ میں گرپڑے اِنِّی رَاَیۡتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوۡکَبًا وَّ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ رَاَیۡتُہُمۡ لِیۡ سٰجِدِیۡنَ

تواس واقعہ کے تقریبا اسی برس بعد خواب مذکور کی تعبیر ظہوار پزیر ہوئی۔ یوسف علیہ السلام مصائب و آلام کے مراحل اور سفارقت ابوین کے سلاسل طے کرنے کے بعد تخت سلطنت و جاگزیں ہوئے توان کے والدین وگیارہ بھائیوں نے آکر سجدہ کیا چنانچہ ارشاد باری ہے وَرَفَعَ اَبَوَیۡہِ عَلَی الۡعَرۡشِ وَخَرُّوۡا لَہٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ یٰۤاَبَتِ ہٰذَا تَاۡوِیۡلُ رُءۡیَایَ مِنۡ قَبۡلُ ۫ قَدۡ

اوریہ سجدہ بھی حقیقی تھا۔ بعض الناس تاویل (کہ مراد اس سے مطلق ایما، وانحنا، وتواضع یا یوسف علیہ السلام کے امر سلطنت میں داخل ہونا) بالکل غلط صراحت قرآنی کے سراسر خلاف ہے چنانچہ تفسیر فتح البیان جلد۵ میں تحت آیت اول مرقوم ہے والمراد حقیقۃ السجود انہ کان التحیۃ فیما بینھم السجود جلد مذکور کے ص ۷۶ میں تحت آیت ثانی مسطور۔ وکان ذلک جائز انی شریعتھم منزلا منزل التعیۃ وقیل لمم یکن ذلک سجود وہو مجرد ایماء وانحنآء وکانت تلک تحیتھم وہو یخالف معنی خروالہ سجدا فان الخرور فی اللغۃ المقید بالسجود ولا یکون الا بوضع الوجہ علی الارض وقیل الضمیر فی لہ زاجع الی اللہ سبحانہ ای وخرواللہ سجدا وہو بعد جدا وقیل ان الضمیر لیوسف واللام للتعلیل ای وخروالاجلہ وفیہ ایضا بعد قال عدی بن حاتم فی الایۃ کانت السجدۃ تحیۃ من کان قبلکم فاعطاکم اللہ السلام مکانہا ومن قتادۃ نحوہ وعن ابن زید قال ذلک سجود تشرفۃ کما سجدت الملئکۃ تشرفۃ لادم ولیس سجود عبادۃ وکان ذلک بامر اللہ لتحقیق رویاہ۔ یعنی یہ سجدہ ان کی شریعت میں بطور سلام واحترام کے جائز تھا۔ جو کسی کی شرافت وعزت کے اظہار وادائیگی کے لئے کیا جاتا تھا جیسے فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو کیا تھا۔ اب تم کو اللہ تعالی نے اس کے قائم مقام لفظ سلام کا عطا فرمایا ہے یعنی اب سجدہ کرنا جائز نہیں، صرف السلام علیکم کہدیان کافی ہے۔ نیز شاہ عبدالقادرؒ بن شاہ ولی اللہ صاحبؒ اپنی تفسیر موضح القرآن میں رقمطراز ہیں کہ اگلے زمانہ میں سجدہ کرنا تعظیم تھی آپس کی۔ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو کیا تھا۔ اس وقت اللہ تعالی نے موقوف کیا وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ الایۃ اس وقت پہلے رواج پر چلنا ایسا ہے کہ کوئی بہن سے نکاح کرلے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت ہوا ہے (موضح القرآن ومامع البیان ص ۲۱۰ مطبع فاروقی۔

بجز ذات باری تعالی ہر مخلوق کو سجدہ کرنا حرام ہے

اسی طرح علامہ ابن کثیر جلد۵ ص ۲۲۲ تحت آیت مذکورہ رقم طراز ہیں وقد کان ہذا سالفافی شرآ لعھم اذا سلمو علی الکبیر یسجدون لہ ولم یزل ہذا جآئزا من لدن ادم الی شریعۃ عیسی علیہ السلام فحرم ہذا فی ہذاہ الملۃ وجمل السجود مختصا لجناب الوب سبحانہ وتعالی ہذا مضمون قول قتادۃ وغیرہ وفی الحدیث ان معاذ اقدم الشام فوجد ہم یسجدون لاسا قفتھم فلما سجد لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما ہذا یا معاذ فقال انی را یتھم یسجدون لا سا قفھم وانت احق ان یسجدلک یا رسول اللہ فقال لو کنت امرا احد ان یسجدلا حد لاصرت المراۃ ان تسجد لزوجھا اعظیم حقہ عایھا وفی حدیث اخران سلمن لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض طرق المدینۃ وکان سلمن حدیث السن بالاسلام فسجد للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لا تسجدلی یا سلمن واسجد للحی الذی لا یموت والغربین ان ہذا اکان جائز فی شر یہتھم ولہذا خروالہ سجدا الایتہ یعنی ان کی شریعت میں یہ عام رواج تھا کہ جب کسی بڑے شخص کو سلام کرتے تو اس کو سجدہ بھی کرتے تھے اور آدم علیہ السلام سے لے کر عیسی علیہ السلام کی شریعت تک برابر یہ طریقہ جائز ومروج رہا۔ اب شریعت محمدیہ میں اسے حرام کردیا گیا اور ہر قسم کا سجدہ سجانہ تعالی کی ذات اقدس کے لئے مخصوص کردیا گیا۔ حدیث میں ہے کہ حضرت معاذؓ نے ملک شام سے واپس آکر رسول اللہ ﷺ کو سجدہ کیا تو آپ نے فرمایا اسے معاذ! یہ کیا حرکت ؟ جوابا عرض کیا میں نے ملک شام کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے بڑوں کو ادبا سجدہ کرتے ہیں آپؐ چونکہ ہم مسلمانوں کے بڑے ہیں اور زیادہ مستحق ہیں کہ آپؐ کو سجدہ کیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا اگر ہماری شریعت میں یہ سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔ ایک اور حدیث میں میں ہے کہ سلمان فارسیؓ جب نئے نئے مسلمان ہوئے تو اپنی لاعلمی کی وجہ سے نبی علیہ السلام کے آگے سجدہ کر بیٹھے۔ نبی الصلوۃ والسلام نے فوراہی منع کیا اور فرمایا کہ اے سلمان مجھ کو سجدہ نہ کر، سجدہ تو اس حی القیوم کو لائق اور زیبا ہے جس کو کبھی فنا نہیں۔ الغرض یہ سجدہ ان کی شریعت میں جائز تھا۔ ہماری شریعت میں جائز نہیں۔ امت محمدیہ کہلا کر سجدہ تعظیمی وتکریمی کو غیر اللہ کے لئے جائز سمجھنا درحقیقت شریعت محمدیہ کا انکار ہے قائلین بالجواز کو چاہئیے کہ امت محمدیہ نہ کہلائیں بلکہ امت یوسفی یا موسوی یا عیسوی اپنا نام رکھیں نیز سلیمان علیہ السلام نے جب ہدہد جانور کو دعوت اسلامی کا خط دیکر ملکہ بلقیس کی طرف بھیجا تو اس نے ملکہ مذکورہ اور اس کی بروقت مراجعت بایں الفاظ مذمت بیان کی کے وہ لوگ بڑے نالائق، خالق ارض وسماء کو چھوڑ کر سورج کے آگے سجدہ کرتے ہیں۔ شیطان نے ان کے گندے اعمال کو مزین کرکے خدا کے آگے سجدہ کرنے سے ان کو روک دیا ہے وَجَدتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ تفسیر ابن کثیر وجامع البیان وفتح الرحمان وغیرہ میں تحت آیت ہذا مرقوم ہے کہ آیت ہذا میں سبیل سے مراد طریق ہے اور وہ خالص کرنا ہے سجدہ کا صرف اللہ تعالی کے لئے، جامع البیان میں ہے زین لھم اعمالھم لئلا یسجدوا یعنی شیطان نے ان کے اعمال کی تزئین کی اور ان کو رہ سے روکا اس لئے کہ اللہ کو سجدہ نہ کریں۔ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے یہ معنی کیئے ہیں کہ پس وہ راہ نہیں پاتے سجدہ کر نیکو۔ اس آیت سے معلوم ہو کہ سجدہ خاص اللہ تعالی کے لئے چاہئیے۔ اُس کے سوا خواہ کوئی ہو سورج ہو یا چاند، نبی ہو یا ولی، درخت ہو یا ستارہ، قبر ہو یا مکان، اس کیلئے سجدہ وغیرہ تعظیم وتکریم نہ چاہیئے۔ اللہ تعالی کے سوا کسی کو سجدہ کرنا شیطان کی تزیین وابلیس کی تلبیس ہے اور سجدہ کرنے والے شیطان کے مردود محکوم ہیں۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ آج کل کے مشرک، بدعتیوں قبر پرستوں، پیر پرستوں، تعزیہ پرستوں۔ غیر اللہ کے آگے سجدہ کرنے والوں سے

جانورہدہد بدرجہا بہتر رہا۔ اس کو اتنی سمجھ تھی کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی سجدہ کا مستحق نہیں اوران کو اتنی بھی سمجھ نہیں۔ سچ ہے صُمٌّ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ یا اگر سمجھ ہے مگر ضدو تعصب کی بنا پر قبول حق سے متنفر اور اتباع ہوئی کے عادی ہیں آہ سچ ہے والمتعصب وان کان بصرہ صحیحا فبصیرتہ عمیاء واذانہ عن سماء الحق صماء۔ (فتاوی ستاریہ جلد دوم ص ۱۴۸)

----

(1) یعنی سجدہ کرنے کے لائق وہ ہی ہے جس کو پیدا کرنے کی قدرت ہے۔ اور جو خود پیدا ہونے میں دوسروں کا محتاج ہو اس کو سجدہ نہ چاہئیے اس آیت سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی قبروں، مزار خانقاہوں اور تعزیوں کو سجدہ کرنا حرام ہے، یعنی ناواقف ونادان کہتے ہیں کہ فرشتوں نے جو حضرت آدم علیہ السلام کو اور یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا، اسی طرح ہم بھی بزرگوں کو سجدہ کرتے ہیں سو یہ غلط ہے، اس لئے کہ پہلے دینوں میں سجدہ کرنا درست تھا ہمارے دین میں منع ہوگیا جیسے آدم کے وقت سگی بہن سے نکاح درست تھا اور اب حرام ہے ۱۲۔ امام الہند

(2) میرے محترم مولانا محمد حیات صاحب قصوری وغیرہ (جو پنجاب کے مشہور وبزرگ عالم ہیں) بھی عبارت پر غور کریں۔ کیونکہ ان کا بھی یہی خیال ہے کہ فرشتوں کا آدم علیہ السلام کو سجدہ حقیقی نہ تھا حقیقت میں اللہ کے لئے سجدہ تھا آدم علیہ السلام بجانب قبلہ تھے ذالک۔ جیسا کہ جلسہ دیپ سنگھ والا پر مسئلہ ہذا میں عاجز کی مولانا موصوف سے زبانی گفتگو ہوئے تھی حالانکہ یہ خیال انفاظ قرآنی کے علاوہ تصریحات محدثین متقدین کے خلاف سے سلف صالحین نے ہرگز یہ تاویل نہیں کی، محترم مولانا کو چاہئیے کہ مسئلہ میں متقدمین کا صحیح مسلک اختیار کریں متاخرین کے قول اقوال کی طرف مائل نہ ہوں کلمتہ الحکمۃ ضالۃ المومن اور ولا تنظر والی من قال وانظر والی ما قال کو ملحوظ رکھتے ہوئے سلف کی اتباع کریں۔ جو حدیث نبوی الدین النصیحۃ کے یہ چند کلمات معروض خدمت ہیں۔ گو قبول افتز ہے عزو مشرف۔ ورنہ من آنم کہ من دانم کہ من وانم من ہما خاکم کہ ہستم ۱۲

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاوی علمائے حدیث

جلد 10 ص 27-37

محدث فتویٰ